عقیدے کے بارے میں
شکوک وشبہات کا ازالہ

تالیف

محمد بن عبد الوہاب تمیمی

ترجمانی

ابو المکرّم عبد الجلیل

نظر ثانی

مشتاق احمد کریمی

وزارت کے شعبۂ مطبوعات ونشر کی زیر نگرانی طبع شدہ

جب ان کے پیغمبران کے پاس نشانیاں لے کر آئے تو وہ اپنے علم ولیاقت پر پھولنے لگے۔(غافر:۸۳)

دینِ اسلام جاننا ضروری ہے:

جب آپ نے یہ جان لیا کہ اللہ کی راہ میں دین کے دشمن بیٹھے ہوئے ہیں جو علم وفصاحت اور دلیل وبرہان سے مسلح بھی ہیں تو آپ کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ دین کا اتنا علم تو ضرور حاصل کریں جو دشمنان دین سے لڑنے کے لئے کافی ہو سکے، جن کے پیر ابلیس نے اللہ عزوجل سے کہا تھا:

﴿لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ☆ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَاتَجِدُوْا اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ﴾

میں بھی تیری سیدھی راہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا، پھر ان کے پاس ان کے آگے اور ان کے پیچھے سے آؤں گا اور ان کی داہنی طرف سے اور ان کی بائیں طرف سے، اور تو اکثر آدمیوں کو شکر گزار نہیں پائے گا۔
(الاعراف:۱۶۔۱۷)

لیکن اگر آپ اللہ تعالیٰ سے لو لگائیں اور اس کی آیات بینات پر کان دھریں تو آپ کو کوئی خوف وغم نہیں ہونا چاہئے کیونکہ:

﴿اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفاً﴾

بیشک شیطان کا مکر وفریب بودا ہے۔(النساء:۷۶)

ایک عام موحد مشرکین کے ہزار علماء پر بھاری ہوتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾

بیشک ہمارا ہی لشکر غالب ہوگا۔(الصافات:۱۷۳)

لہٰذا اللہ کا لشکر ہی دعوت دین اور جہاد کے ذریعہ غالب ہوتا ہے، البتہ خطرہ اس موحد کو ہے جو ہتھیار کے بغیر راہ حق میں نکل پڑا ہو۔اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمیں ایسی کتاب عطا فرمائی ہے جو ہر چیز کو بیان کرنے والی نیز مومنوں کے لئے سراپا ہدایت ورحمت اور خوشخبری ہے۔ اہل باطل جو بھی دلیل لے کرآتے ہیں، یہ کتاب اس دلیل کو توڑتی ہے اور اس کا بطلان واضح کردیتی ہے، جیسا کہ قرآن کریم کا اعلان ہے:

﴿وَلَا يَأْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْراً﴾

کافر جب کوئی نیا اعتراض قرآن پر تیرے پاس لاتے ہیں تو ہم اس کا سچا جواب دیتے ہیں اور اسی طرح مطلب کھولتے ہیں۔(الفرقان:۳۳)

بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ آیت ہر اس دلیل کے لئے عام ہے جسے اہل باطل قیامت تک پیش کریں گے۔

شبہات کا جواب:

ہمارے زمانے کے مشرکین ہمارے خلاف جو دلیلیں پیش کرتے ہیں ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر جو باتیں بیان فرمائی ہیں، ان میں سے بعض باتیں ہم آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔

اہل باطل کو جواب دو طریقے سے دیا جاسکتا ہے۔ ایک مجمل اور دوسرا مفصل جواب۔

مجمل جواب سمجھ بوجھ رکھنے والوں کے لئے بڑا ہی گرانقدر اور فائدہ مند ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَأْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ﴾

اس نے تم پر کتاب اتاری۔ اس میں سے بعض آیتیں محکم ہیں جو قرآن کی اصل ہیں اور بعض آیتیں متشابہ ہیں تو جن کے دلوں میں کجی ہے وہ لوگوں کو گمراہ کرنے اور اصل حقیقت دریافت کرنے کی نیت سے متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں حالانکہ ان کی اصل حقیقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (آل عمران: ۷)

نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ، فَاحْذَرُهُمْ))

جب ایسے لوگوں کو دیکھو جو قرآن کی متشابہ آیات کے پیچھے پڑے ہوں تو سمجھ لو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا اللہ نے قرآن میں نام لیا ہے- پھر ان سے بچتے رہو۔

اب اگر کوئی مشرک آپ سے کہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾

سن رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ان کو ڈر ہو گا نہ وہ غمگین ہوں گے۔(یونس:۶۳)

یا یہ کہے کہ شفاعت برحق ہے یا یہ کہے کہ اللہ کے یہاں انبیاء علیہم السلام کا بڑا مقام ومرتبہ ہے یا اپنے باطل عقیدہ پر رسول اللہ ﷺ کی کسی حدیث سے استدلال کرے اور آپ کو اس حدیث کا معنی و مطلب معلوم نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں آپ اسے سیدھا سا جواب دے دیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے کہ جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ محکم آیتوں کو چھوڑ کر متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ نیز گزشتہ صفحات میں یہ بات بیان ہوچکی ہے کہ مشرکین توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے لیکن اس وجہ سے وہ کافر قرار پائے کہ انہوں نے ملائکہ، انبیاء اور اولیاء سے لَو لگائی اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا کہ:

﴿هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآ ءُ نَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾

یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں۔(یونس:۱۸)

مذکورہ باتیں بالکل واضح اور امر محکم کی حیثیت رکھتی ہیں، کسی کی مجال نہیں کہ وہ اس میں کوئی تغیر وتبدل کر سکے۔

لیکن آپ نے جو قرآنی آیات یا رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کی ہے، میں اس کی وضاحت پوری طرح تو نہیں کرسکتا تاہم یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہہ

سکتا ہوں کہ اللہ کے کلام میں کوئی تعارض نہیں، اور نہ رسول اللہ ﷺ کلام الٰہی کے خلاف کوئی بات کہہ سکتے ہیں۔

یہ ایک عمدہ جواب ہے۔ اسے معمولی نہ جانیں، لیکن اس جواب کی قدر و قیمت وہی سمجھ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو۔ اسکی حیثیت وہی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ﴾

یہ بات انہی کو حاصل ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور انہی کو اس کی توفیق ہوتی ہے جو نصیب والے ہیں۔(فصلت: ۳۵)

مفصل جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے دین پر دشمنان توحید کو بے شمار اعتراضات ہیں جن کے ذریعے وہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے بلکہ اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ خالق ورازق اور نفع ونقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہ کہ محمد ﷺ بھی اپنے نفع ونقصان کے مالک ہیں چہ جائیکہ عبدالقادر یا دوسرے بزرگ ہوں۔ لیکن چونکہ ہم گنہگار ہیں اور بزرگوں کا اللہ تعالیٰ کے یہاں مقام ومرتبہ ہے، اس لئے ان کے واسطے سے ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں۔

اس دلیل کا آپ یہ جواب دیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جن لوگوں سے قتال کیا وہ بھی ان باتوں کا اقرار کرتے تھے، اور یہ کہتے تھے کہ ان کے پاس نفع ونقصان کا اختیار تو نہیں لیکن ہم ان کے واسطے سے جاہ مرتبہ اور شفاعت کے طلبگار ہوتے

ہیں۔ ساتھ ہی آپ نے انہیں قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں اور ان کی وضاحت کریں۔

اس پر اگر وہ اعتراض کریں کہ یہ آیتیں تو ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ آپ انبیاء وصالحین کو بتوں جیسا کیوں بناتے ہیں؟ تو اس اعتراض کا بھی آپ وہی جواب دیں کیونکہ جب انہوں نے یہ تسلیم کرلیا کہ کفار اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرتے تھے اور اللہ کے علاوہ جن صلحاء وملائکہ کا وہ قصد کرتے تھے، ان سے صرف شفاعت کی امید رکھتے تھے۔ اس کے باوجود ان کو مشرک قرار دیا گیا واضح ہے کہ شفاعت کنندہ ان کے نزدیک بھی اللہ کے کچھ نیک بندے ہی ہوتے تھے نہ کہ اصنام۔ گویا اس دور میں بھی جن کی پرستش کی جاتی تھی وہ محض پتھر کی مورتیاں ہی نہیں تھیں بلکہ وہ صالحین ہی تھے جن کے انہوں نے بت تراش لئے تھے، تو اب انہیں یہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ فوت شدہ صالحین کو اختیارات کا حامل سمجھ کر ان سے استغاثہ واستمداد کرنا ہی شرک ہے جس کا ارتکاب زمانہ جاہلیت میں مشرکین کیا کرتے تھے۔

لیکن معترضین اگر اپنے اور کفار کے افعال میں فرق کرنا چاہیں تو آپ انہیں بتائیں کہ کفار میں کچھ تو ایسے تھے جو بتوں کو پکارتے تھے لیکن کچھ ایسے بھی تھے جو اولیاء کو پکارتے تھے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ﴾

جن لوگوں کو یہ مشرک پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف ذریعہ

تلاش کرتے ہیں کہ کون اللہ سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔(الاسراء: ۵۷)

اسی طرح وہ عیسیٰ اور مریم علیہا السلام کو بھی پکارتے تھے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اَلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ☆ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَانَفْعاً وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾

مریم کے بیٹے مسیح فقط ایک پیغمبر تھے او ران کی ماں صدیقہ(ولیہ) تھیں۔ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو ہم کس طرح ان کے لئے دلیلیں بیان کرتے ہیں ۔ پھر دیکھو وہ کیسے پھرے جاتے ہیں۔ اے پیغمبر کہہ دو تم اللہ کو چھوڑ کر ایسے کو پوجتے ہو جو نہ تمہارے برے کا مالک ہے ، نہ بھلے کا، اور اللہ ہی سب کچھ سنتا جانتا ہے۔ (المائدہ: ۷۵۔۷۶)

آپ ان کے سامنے یہ آیتیں بھی پیش کریں:

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعاً ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ تَعْبُدُوْنَ☆ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنُوْنَ﴾

جس دن اللہ ان سب مشرکوں کو اکٹھا کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہی لوگ تم کو پوجتے تھے، وہ کہیں گے،الٰہی ! تو ہرعیب سے پاک ہے۔

ان سے ہمیں کیا کام ۔ تو ہمارا مالک (یہ ہم کو نہیں) بلکہ شیطان کو پوجتے تھے ۔ ان میں اکثر لوگ شیطانوں کو ہی مانتے تھے ۔ (سباء: ۴۰، ۴۱)

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ان کے سامنے پیش کریں:

﴿وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِىْ وَاُمِّىَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِىْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِىْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِىْ نَفْسِىْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِىْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ﴾

یاد کرو جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنالو۔ وہ کہیں گے، تو پاک ہے، مجھ سے کہیں ہوسکتا ہے کہ میں وہ بات کہوں جو ناحق ہے ۔ اگر میں نے یہ بات کہی ہوگی تو ضرور تجھے معلوم ہوگی۔ تو میرے دل کی بات جانتا ہے۔ البتہ میں تیرے دل کی بات نہیں جانتا۔ بیشک تو ہی غیب کی باتیں جاننے والا ہے۔ (المائدہ:۱۱۶)

غیر اللہ سے استغاثہ کفر ہے:

اس کی تفصیل کے بعد آپ معترضین سے کہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی کافر قرار دیا جو بتوں سے استغاثہ کرتے تھے، اور ان کو بھی جو اس غرض سے اولیاء وصلحاء کی طرف رجوع کرتے تھے اور انہی لوگوں سے رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا۔

اس پر اگر وہ یہ کہیں کہ کفار بتوں کی پوجا کرتے تھے اور ان سے مانگتے تھے

جب کہ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ کہ نفع ونقصان کا مالک اور کائنات کا مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم اسی سے مانگتے ہیں، اولیاء وصالحین کو اس کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ لیکن ہم اس لئے ان کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ اللہ کے یہاں وہ ہماری سفارش کردیں۔

اس اعتراف پر آپ انہیں یہی جواب دیں کہ آپ کی اس بات میں اور کفار کے قول میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی پڑھ کر سنائیں:

﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾

جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو دوست بنایا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کو بس اسی لئے پوجتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کے نزدیک کر دیں۔ (الزمر:۳)

نیز قرآن پاک کا یہ فرمان بھی ہے:

﴿وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾

مشرک کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہوں گے۔ (یونس:۱۸)

مشرکین کے یہ تین بڑے بڑے شبہات ہیں۔ جب آپ نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر بڑی وضاحت کے ساتھ ان شبہات کو بیان فرمایا ہے اور پھر آپ نے اچھی طرح ان کو سمجھ لیا تو ان کے علاوہ جو بھی شبہات ہوں گے، ان کا جواب کہیں زیادہ آسان ہوگا۔

پکارنا بھی عبادت ہے

کوئی معترض اگر کہے کہ میں اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا، رہا اولیاء وغیرہم کو پکارنا اور ان کی طرف رجوع کرنا تو یہ ان کی عبادت تو نہیں!

آپ اس سے کہیں کہ تم جانتے ہو، اللہ نے اخلاص عبادت تم پر فرض کیا ہے؟ بیان کرو۔ ظاہر بات ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے اس پہلو واقف نہیں ہوگا۔ اس لئے آپ خود اسے اللہ تعالیٰ کا یہ قول پڑھ کر سمجھائیں:

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾

اپنے رب کو گڑگڑا کر چپکے چپکے پکارو کیوں کہ وہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (الاعراف: ۵۵)

اس کے بعد اس سے پوچھیں کہ پکارنا عبادت ہے یا نہیں؟ وہ ضرور کہے گا کہ ہاں۔ کیونکہ دعا اور پکارنا عبادت ہے اور اللہ سے ڈر کر اور اس سے امید لگا کر دن رات تم اسے پکارتے بھی ہو، پھر اس کے ساتھ ہی کسی حاجت میں نبی، ولی وغیرہ کو بھی پکارا، تو کیا تم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دوسرے کو شریک ٹھہرایا کہ نہیں؟ وہ ضرور کہے گا کہ ہاں!

قربانی کرنا بھی عبادت ہے:

اس کے بعد اس سے کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾

اپنے مالک کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ (الکوثر:۲)

یہ جاننے کے بعد جب تم نے اللہ کی اطاعت کی اور اس کے لئے قربانی پیش کی تو یہ عبادت ہوئی یا نہیں؟ وہ ضرور کہے گا کہ ہاں یہ عبادت ہوئی۔ اب اس سے پوچھیں کہ یہی قربانی جب تم نے کسی نبی، جن یا کسی بھی مخلوق کے لئے کی تو اس عبادت میں اللہ کے ساتھ غیر کو شریک ٹھہرایا کہ نہیں؟ وہ ضرور اس کا اقرار کرے گا اور کہے گا، ہاں!

ساتھ ہی آپ اس سے یہ بھی پوچھیں کہ وہ مشرکین جن کے بارے میں قرآن نازل ہوا، کیا وہ ملائکہ، صلحاء اور لات وغیرہ کی پرستش کرتے تھے؟ وہ ضرور کہے گا، ہاں۔ پھر آپ اسے بتائیں کہ ان کی پرستش یہی تھی کہ وہ انہیں پکارتے تھے، ان کے لئے جانور ذبح کرتے تھے اور ان کی طرف پناہ لیتے تھے، ورنہ وہ اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے ماتحت ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی امور کائنات کا انتظام کار ہے لیکن اس اقرار کے باوجود انہوں نے ملائکہ اور صالحین کے جاہ ومرتبہ اور شفاعت کے پیش نظر انہیں پکارا اور ان کی طرف پناہ لی۔

شفاعت برحق ہے:

معترض اگر آپ سے یہ کہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا انکار اور اس سے بیزاری ظاہر کرتے ہو! تو آپ اس سے کہیں کہ میں شفاعت رسول ﷺ کا نہ تو منکر ہوں نہ اس سے بیزار ہوسکتا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ آپ ﷺ شافع و مشفع ہیں اور آپ کی شفاعت کا امیدوار بھی ہوں لیکن شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعاً﴾

کہہ دو کہ شفاعت تو ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔ (الزمر:۴۴)

اور یہ شفاعت اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد ہوگی، جیسا کہ فرمایا:

﴿مَنْ ذا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ﴾

اس کے حکم کے بغیر کون اس کے پاس شفاعت کرسکتا ہے۔ (البقرہ: ۲۵۵)

نیز رسول اللہ ﷺ کسی کے بارے میں اس وقت تک شفاعت نہیں کریں گے جب تک اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں شفاعت کی اجازت نہ دے دیں، جیسا کہ فرمایا:

﴿وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی﴾

وہ فرشتے کسی کی شفاعت نہیں کرسکتے مگر جس کیلئے اللہ کی مرضی ہو۔ (الانبیاء:۲۸)

اور اللہ تعالیٰ صرف توحید کو پسند کرتا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْناً فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ﴾

جوشخص اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے تو ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔ (آل عمران: ۸۵)

گویا شفاعت کی اجازت بھی صرف اہل توحید کے لئے ہوگی۔

شفاعت قبول کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے:

جب ساری کی ساری شفاعت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور شفاعت اللہ کی